ISSN: 2393-8900 IMPACT FACTOR : 1.9152(UIF) VOLUME - 4 | ISSUE - 4 | DECEMBER - 2017

HISTORICITY RESEARCH JOURNAL

اردو مختصر افسانہ روایت اور تجریدیت

(تقابلی مطالعہ)

Dr. Amena Begum(Afreen)

Post Doctoral Fellow,Dept. of Urdu,

University of Hyderabad, Hyderabad.

مختصر افسانے کی شروعات انیسویں صدی کی پہلی دہائی میں ہوئی۔ اس وقت جو افسانہ نگار افسانے لکھ رہے تھے ان میں پریم چند اور سجاد حیدر یلدرم کے نام اہمیت کے حامل ہیں۔ ان دو افسانہ نگاروں کی تقلید میں لکھنے والے مختلف افسانہ نگار بھی تھے۔ ان تمام افسانہ نگاروں کو ہم روایتی افسانہ نگاروں کی صف میں شامل کر سکتے ہیں۔ روایتی افسانہ نگاروں کو بھی دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک میں پریم چند اور ان کی تقلید میں لکھنے والے افسانہ نگار تھے جو اپنے افسانوں میں حقیقت نگاری سے کام لیتے تھے اور دوسرے حصے میں سجاد حیدر یلدرم اور ان کا تتبع کرنے والے افسانہ نگار تھے جو رومانیت کے علمبردار تھے۔

روایتی مختصر افسانوں میں کچھ اجزائے ترکیبی کو لازمی سمجھا جاتا تھا جن کے بغیر مختصر افسانے کو مکمل نہیں سمجھا جاتا وہ اس طرح سے ہیں، موضوع، پلاٹ، کردار، مکالمے، زماں و مکاں، جزئیات نگاری، اسلوب اور جو سب سے زیادہ اہم عنصر تھا وہ ہے وحدت تاثر۔ ان کے بغیر اس دور کا افسانہ ناقص اور نامکمل سمجھا جاتا تھا۔

پریم چند اور سجاد حیدر یلدرم کے بعد مختصر افسانے میں ایک نیا گروہ سامنے آیا جو سجاد ظہیر کا تھا۔ اس گروہ نے اردو مختصر افسانے میں ایک نیا انقلاب لایا جو "انگارے" (افسانوی مجموعہ) کے روپ میں ہمارے سامنے آیا۔ اس گروہ نے مختصر افسانے لکھنے کے اصولوں میں کچھ تبدیلی لائی جو مغربی ادب کے اثر سے ان میں آئی تھی۔

اردو مختصر افسانہ انیسویں صدی کی چھٹویں دہائی میں مکمل طور پر اپنا روپ بدل چکا تھا اب مختصر افسانے کے لیے ان اجزائے ترکیبی کو ضروری نہیں سمجھا جانے لگا جو روایتی افسانوں کے لیے ضروری تھے۔ مختصر افسانہ پوری طرح اپنی شناخت بدل چکا تھا۔ یہاں تک کہ روایتی افسانے کی تعریف بھی نئے افسانے کے لیے مناسب نہیں لگ رہی تھی۔ یہی دور مختصر افسانے میں جدید دور کہلایا۔ جدید دور میں بھی کئی رجحانات کو افسانے میں جگہ دی گئی لیکن جو زیادہ مختصر افسانے میں استعمال ہوئے ان میں علامت نگاری اور تجرید نگاری کے رجحان تھے۔

روایتی افسانوں میں بالعموم ایک ہی موضوع ہوتا ہے۔ یہاں افسانہ نگار اپنے افسانے کی بنت اسی موضوع کے اطراف کرتا تھا۔ جس سے افسانے میں وحدت تاثر قائم رہتا ہے اور پڑھنے والے قاری پر بھی ہر بات واضح ہو جاتی ہے

جبکہ تجریدی افسانے میں کئی موضوعات بھی ہو سکتے ہیں۔ کیوں کہ یہاں افسانہ نگار کے احساسات و خیالات کا باطنی اظہار ہوتا ہے۔ جس میں افسانہ نگار شعور سے بالکل کام نہیں لیتا بلکہ لاشعوری خیالات جو ایک واقعہ کے تعلق سے اس کے ذہن میں پہنچتے ہیں اسی کا بیان کرتا ہے۔

روایتی افسانہ نگاروں کو موضوع تلاش کرنے میں مشکلات پیش آتی تھیں۔ افسانہ نگار کو موضوع کے لیے ہر وقت ذہن بیدار رکھنا پڑتا تھا۔ ہمیشہ وہ تجسس میں رہتا اور ایک جگہ اس کی نظر نہیں ٹکتی بلکہ کئی چیزوں پر نظر رکھتا تھا تا کہ کوئی اچھا موضوع افسانے کے لیے مل جائے لیکن تجریدی افسانے میں ایسا بالکل نہیں ہوتا۔ یہاں افسانہ نگار، افسانہ لکھنے کے لیے موضوع تلاش نہیں کرتا۔ بلکہ جس واقعہ سے افسانہ نگار متاثر ہوتا ہے وہ تصورات و احساسات ہی اسے تجریدی افسانہ لکھنے پر مجبور کرتے ہیں۔

روایتی افسانہ نگاروں نے محبت کو موضوع بنا کر زیادہ تر افسانے تخلیق کیے ہیں۔ سجاد حیدر یلدرم اور ان کی تتبع کرنے والے تمام افسانہ نگاروں کا موضوع محبت ہی ہوا کرتا تھا۔ یہ موضوع قاری کا پسندیدہ ضرور تھا لیکن معاشرے میں سدھار لانے کے لئے مناسب نہ تھا۔ جبکہ پریم چند اور ان کی تقلید کرنے والے افسانہ نگاروں نے حقیقی زندگی کو موضوع بنا کر مختصر افسانے لکھ رہے تھے۔ پریم چند نے افسانوں میں پہلی بار حقیقی زندگی کو متعارف کروایا جس سے افسانوی دنیا میں انقلاب آیا اور معاشرے کی اصلاح کے لیے یہ بہتر ثابت ہوئے۔

تجریدی افسانہ نگاروں نے روایتی افسانے کے مقابلے میں نئے موضوعات کو اپنے افسانوں میں جگہ دی۔ ان کے یہاں جن موضوعات کی کثرت ملتی ہے وہ اس طرح سے ہیں۔ دہشت گردی، مشینی زندگی اور اس میں کھویا ہوا انسان، اور تنہائی یہ اور موضوعات وغیرہ۔

روایتی افسانے میں پلاٹ کی تعمیر پر افسانہ نگار زیادہ توجہ دیتا ہے۔ واقعات، کردار اور ماحول سے افسانہ نگار پلاٹ کی تعمیر کرتا ہے۔ پلاٹ کی تعمیر کے بغیر روایتی افسانہ ناممکن سمجھا جاتا ہے۔ افسانہ نگار متاثرہ واقعے کے اہم حصوں کو لیکر افسانہ تخلیق کرتا ہے جس کے لیے پہلے ایک پلاٹ ترتیب دینا ضروری ہوتا ہے تا کہ واقعے کا ایک آغاز، ارتقا اور ایک انجام منظر عام پر رونما ہو۔ تجریدی افسانے میں پلاٹ کی تعمیر پہلے سے نہیں کی جاتی۔ یہاں افسانہ نگار متاثرہ واقعے کی کیفیات کا بیان لاشعوری طور پر کرتا جاتا ہے۔ کسی بھی خیال کا پہلا تصور ہی افسانے میں تجرید کو قائم رکھتا ہے۔

روایتی افسانہ نگاروں کے پاس دو طرح کے پلاٹ ہوتے ہیں۔ ایک سادہ دوسرا پیچیدہ۔ سادہ پلاٹ میں ہر بات کو افسانہ نگار واضح انداز میں تخلیق کرتا ہے۔ کیوں کہ اس میں افسانے کی ابتداء، ارتقا اور اختتام ایک ترتیب کے تحت ہوتا ہے۔ سادہ پلاٹ کی تعمیر اور اہمیت پر وقار عظیم اظہار خیال کرتے ہیں :

> "پلاٹ کے متعلق ایک خاص بات جو افسانہ نگاری کے فن کے ماہر برابر کہتے چلے آئے ہیں یہ ہے کہ پلاٹ زندگی کے واقعہ کی ہو بہو نقل نہیں ہو سکتا۔ وہ زندگی کے کسی خاص واقعے سے کسی نہ کسی حد تک مختلف ضرور ہوتا ہے۔ اس کی ترتیب تعمیر اور تشکیل میں جب تک تھوڑا بہت تصنع نہ ہو، اس کی فنی شکل پیدا نہیں ہوتی۔ تصنع کی یہ ہلکی سی چاشنی ہی زندگی کے کسی واقعے کو افسانہ بناتی ہے اور افسانہ بنا کر بھی اسے ایسا رکھتی ہے کہ وہ اصل واقعے سے مختلف ہونے کے باوجود سچ معلوم ہو"
>
> ("فن افسانہ نگاری" ،ص:64)

چنانچہ روایتی افسانے کا پلاٹ واقعہ کی ہو بہو عکاسی نہیں کرتا بلکہ پیش آئے واقعات میں بناوٹی انداز شامل کر دیتا ہے اسی وقت وہ واقعہ فنی شکل میں ہمارے سامنے آتا ہے جو پڑھنے والے کو متاثر کرتا ہے اور سچا واقعہ معلوم ہوتا ہے۔

اس کے برعکس پیچیدہ پلاٹ میں ضروری نہیں کہ کوئی ابتداء ہو یا اختتام ہو یا کوئی بھی ایسی ترتیب اس کے اندر رہائی جائے کیوں کہ روایت کے مقابلے میں تجریدیت میں واقعہ بناوٹی انداز کے بجائے ہو بہو پیش کیا جاتا ہے۔ یہاں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ واقعہ قاری کی دلچسپی برقرار رکھتا ہے یا نہیں بلکہ یہاں یہ دیکھا جاتا ہے کہ واقعہ کا خالص اظہار ہو رہا ہے یا نہیں۔ یہاں افسانہ نگار تصنع سے پرہیز کرتا ہے۔ واقعے میں تبدیلی لانے کو فن نہیں سمجھتا بلکہ واقعے کو جوں کا توں پیش کرنے ہی کو فن سمجھتا ہے۔

روایتی افسانے کی تخلیق کردار کے بغیر ناممکن ہے۔ کرداروں ہی کے ذریعے افسانہ آگے بڑھتا ہے۔ کیونکہ کردار ہی مکالمے ادا کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے اور کہانی کو آگے بڑھاتا ہے۔ مختصر افسانے میں ایک یا دو مرکزی کردار اور دوسرے ضمنی کردار ہوتے ہیں۔ افسانہ نگار اپنی تمام تر توجہ مرکزی کرداروں پر مرکوز رکھتا ہے۔ ضمنی کردار ضرورت پڑنے پر سامنے آتے ہیں۔

کردار تجریدی افسانوں میں ہو بھی سکتے ہیں اور نہیں بھی۔ یہاں کرداروں کے ذریعے افسانہ آگے نہیں بڑھتا بلکہ افسانہ نگار بیانیہ انداز میں ساری باتیں کہہ جاتا ہے۔ اگر تجریدی افسانے میں کردار ہوں تو بھی افسانہ نگار ان کے ذہنوں میں داخل ہو کر وہی بات کہلواتا ہے جو وہ خود کہنا چاہتا ہے۔

روایتی افسانوں میں کرداروں کے باقاعدہ نام ہوا کرتے تھے جیسے گھیسو، سوگندھی، لاجونتی وغیرہ۔ اس کے برعکس

تجریدی افسانوں میں کرداروں کے نام الف ، بے، جیم وغیرہ ہوتے ہیں جس کی وجہ سے یہ افسانے اور بھی پیچیدہ ہو جاتے ہیں۔ تجریدی افسانوں میں کرداروں کے باقاعدہ نام اس لیے نہیں رکھے جاتے کیونکہ نام دینے سے قاری کی سوچ کا دائرہ محدود ہو جاتا ہے اور اگر انہیں کرداروں کو حروف ابجد کا کوئی ایک حرف دے دیا جائے تو وہاں کردار پر نہ کسی مذہب کی پابندی عائد ہوتی ہے اور نہ ہی تہذیب کی۔ قاری اپنے ذہن کے مطابق اس کردار کو کسی بھی ماحول اور کسی بھی مذہب سے جوڑ کر افسانہ آزادی سے پڑھ سکتا ہے۔ یہاں قاری کی سوچ ہی سے افسانے میں مجموعی تاثر لیا جا سکتا ہے۔

روایتی افسانوں میں تجریدی افسانے کے برعکس سارے کام افسانہ نگار ہی کے ذمہ ہوتے ہیں۔ کردار کا مذہب اس کی تہذیب اور اس کا نام افسانہ نگار کو سوچ سمجھ کر طے کرنا پڑتا ہے۔ افسانہ نگار کی چھوٹی سی غلطی افسانے کو ناکام بنا سکتی ہے جیسے ہی افسانہ نگار نے کردار کا نام شبانہ رکھا اور وہ ہندو روایت کے مطابق پوجا کر رہی ہے تو یہ بات قاری کو ناپسند ہو سکتی ہے جبکہ تجریدی افسانوں میں کرداروں کے نام نہ ہونے کی وجہ سے افسانہ نگار کسی بھی کردار سے کچھ بھی کروا سکتا ہے۔

"مکالمے" کرداروں کے احساسات، جذبات، خیالات اور ان کی ذہنی کیفیات کا آئینہ ہوتے ہیں۔ مختصر افسانوں میں مکالمے کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کرداروں کی انفرادیت بھی مکالموں ہی کے ذریعے ظاہر ہوتی ہے۔ روایتی افسانوں میں مکالموں کے ذریعے واقعات کی تصویر کشی کی جاتی ہے۔ کرداروں کی زبانی مکالمے ادا کر کے افسانہ نگار افسانے کو آگے بڑھاتا ہے۔ یہ افسانہ نگار کے لیے ایک مشکل مرحلہ ہے کیونکہ کردار اگر دیہاتی ہے اور مکالموں کی زبان شہری ہو تو اس سے افسانہ کا تاثر خراب ہو سکتا ہے۔ اسی لیے افسانہ نگار کے لیے ضروری ہو جاتا ہے وہ کردار کو جس رنگ میں دکھانا چاہتا ہے اس کے مکالمے بھی اسی رنگ میں ڈھالے جائیں۔

تجریدی افسانوں میں مکالموں کی اہمیت سے انکار کیا گیا اور صرف بیانیہ انداز یا پھر واحد متکلم یعنی "میں" کا استعمال کر کے سارے تصورات، خیالات، جذبات اور ذہنی کیفیات کی ترجمانی یا عکاسی کی جاتی ہے۔

روایتی افسانے میں مکالمے کا فطری ہونا ضروری ہوتا ہے یعنی ان مکالموں میں اصلیت نظر آتی ہے۔ کسی بھی مکالمے کو پڑھنے سے یہ احساس بالکل نہیں ہوتا تھا کہ یہ بات ناممکن ہے جبکہ تجریدی افسانے میں ایسا نہیں ہوتا۔ یہاں مکالمے غیر فطری ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ افسانہ نگار کی باطنی زندگی کا عکس ہوتے ہیں۔

زماں و مکاں کے بغیر کوئی واقعہ نمودار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ایک واقعہ کسی نہ کسی وقت اور کسی نہ کسی مقام پر ہی واقع ہوتا ہے جب کوئی افسانہ نگار اس واقعہ کو افسانے کی شکل دینا چاہتا ہے تو اس کے ذہن میں وہ وقت اور وہ مقام سامنے آ جاتا ہے جس سے افسانہ نگار کو واقعہ کی پیش کش میں آسانی ہوتی ہے۔ اس وقت کیا حالات پیش آ رہے تھے اور تہذیب

کیا تھی، وہاں کے لوگ کس طرح کی بول چال کا استعمال کرتے تھے۔ یہ ساری چیزیں افسانہ نگار کو زماں و مکاں ہی سے حاصل ہوتی ہیں۔

روایتی افسانے میں زماں و مکاں کے بغیر کوئی واقعہ افسانے کی شکل نہیں لیتا تھا۔ جبکہ تجریدی افسانے میں زماں و مکاں کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ یہاں تو صرف متاثرہ واقعہ کی کیفیات کا بیان ملتا ہے۔

جزئیات نگاری کا تصور اردو افسانے میں شروع ہی سے رہا ہے۔ مختصر افسانے میں جزئیات ہی قاری کو لطف اندوز کرتی ہیں۔ روایتی مختصر افسانے میں جزئیات نگاری کا استعمال زیادہ ملتا ہے کیونکہ جزئیات نگاری کا مقصد فضا اور ماحول کا بیان ہوتا ہے۔ روایتی افسانہ نگار موضوع کی جزئیات معلوم کرنے کے بعد اپنے خیال اور مقصد کو پر اثر بنانے کے لیے ان جزئیات کا استعمال مختصر افسانے میں کرتے ہیں۔

تجریدی افسانے میں جزئیات کا استعمال نہیں کیا جاتا۔ یہاں افسانہ نگار ظاہری نظر سے نہیں باطنی نگاہ سے دیکھتا ہے اور وہ ان چیزوں کی ظاہری شکل کے بجائے اپنے ذہن میں چھپی ان کی باطنی اشکال کا ذکر کرے گا۔

مختصر افسانے کا بنیادی مقصد وحدت تاثر حاصل کرنا ہے ایک واقعے کے کئی پہلو ہوتے ہیں لیکن افسانہ نگار کو چاہیے کہ وہ ایک ہی اہم پہلو کو اجاگر کرے۔ اگر افسانہ پڑھنے کے بعد قاری کے ذہن میں ایک سے زیادہ تاثرات جنم لیں تو وہ عمدہ افسانہ نہیں کہلاتا۔

روایتی افسانہ نگاروں نے وحدت تاثر کو دھیان میں رکھتے ہوئے مختصر افسانے تخلیق کیے۔ یہاں افسانہ نگار ایک چیز کو مقصد بنا کر اسی پر زور دیتا ہے۔ وحدت تاثر کو قائم رکھنے کے لیے افسانہ نگار مختصر افسانے میں بیجا تفصیلات سے پرہیز کرتا ہے کیونکہ غیر ضروری تفصیلات افسانے کو طویل اور غیر دلچسپ بنا دیتی ہیں۔ اسی لیے افسانے کے لیے یہ شرط رکھی گئی ہے کہ وہ ایک ہی نشست میں پڑھا جا سکے۔

تجریدی افسانے میں وحدت تاثر کا خیال بہ منزلہ شرط کے نہیں رکھا جاتا۔ تجرید میں افسانہ پڑھنے کے بعد ایک مکمل تاثر ذہن میں نہیں آتا بلکہ مختلف ادھورے تصورات ذہن پر پڑتے ہیں جس کی وجہ سے افسانے میں وحدت تاثر کے بجائے مجموعی تاثر ملتا ہے۔ تجرید میں افسانہ نگار ہر تصور کو واضح نہیں کرتا اسی لیے قاری جو سمجھ سکتا ہے وہی افسانے کا تاثر ہوتا ہے جبکہ روایتی افسانے میں افسانہ نگار پہلے ہی سے وحدت تاثر قائم کرنے کے لیے کئی خیالی منصوبے بناتا ہے اور افسانہ نگار کی نظر میں واقعے کا جو تاثر ہوتا ہے وہ قاری کو بھی ماننا پڑتا ہے۔

روایتی افسانوں میں وحدت تاثر کی جتنی اہمیت ہوتی ہے تجریدی افسانے میں مجموعی تاثر کو حاصل ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں روایت میں یکجہتی ہے تو تجرید میں ہمہ جہتی۔

مختصر افسانے میں تاثر اور معنویت پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے شہزاد منظر لکھتے ہیں:

> ”اس میں شبہ نہیں کہ کہانیاں کہنے کے سینکڑوں طریقے ہوتے ہیں لیکن کہانی خواہ کسی طرز اور کسی تکنیک میں کیوں نہ کہی گئی ہو۔ اسے بہرحال کہانی ہونا چاہئے۔ اب بھی افسانے کی پہلی اور بنیادی شرط اس کا وحدت تاثر ہے۔ افسانہ خواہ علامتی ہو یا وضاحتی ہرگز افسانہ کہلانے کا مستحق نہیں جب تک اس میں تاثر یا معنویت نہ ہو۔ دوراز کار استعارے وعلامات سے بوجھل تحریروں کا نام افسانہ نہیں۔ افسانہ خواہ علامتی ہو یا وضاحتی اس کا بنیادی وصف قابل مطالعہ (ریڈیبل) ہونا چاہئے۔“

(”جدید اردو افسانہ“ ص:49-50)

افسانہ چاہے نیا ہو یا پرانا وحدت تاثر ہی اس کی بنیادی شرط ہے۔ افسانے میں تاثر اور معنویت ہی سے افسانہ ،افسانہ کہلاتا ہے۔ افسانہ چاہے علامتی ہو یا وضاحتی پڑھنے لائق ہونا چاہیے۔

کسی بھی فن پارے میں اسلوب ہی ایک ایسا عنصر ہے جو ایک فنکار کو دوسرے فنکاروں سے منفرد بناتا ہے۔ تخلیق میں موضوع تو اچھا ہے لیکن اس کو ٹھیک ڈھنگ سے پیش نہیں کیا جائے تو وہ اچھی تخلیق نہیں ہو سکتی۔ کسی فن پارے کا موضوع اگرچہ کہ معمولی ہے لیکن اس کو پیش کرنے کا فنکار کا انداز بہترین ہو تو وہی کامیاب تخلیق کہلاتی ہے۔

اردو مختصر افسانے میں افسانہ نگاروں نے شروع سے لے کر اب تک کئی طرح کے اسالیب کا استعمال کیا ہے۔ ایک سیدھا سادہ اسلوب ہے جس میں افسانہ نگار ہر بات بالکل واضح انداز میں کہہ دیتا ہے۔ یہاں فنکار اپنی ذاتی رائے کا اظہار کم ہی کرتا ہے۔ یعنی زندگی کو اصل رنگ وروپ ہی میں دکھاتا ہے۔ دوسرا طریقہ یہ کہ افسانہ نگار کہانی بیان کرنے کے لیے واحد متکلم کے صیغے میں یعنی ”میں“ کا استعمال کرتا ہے۔ یہاں افسانہ نگار ہر بات مطمئن طریقے سے کہتا ہے۔ کہانی میں خود بخود ترتیب نظر آتی ہے۔ یہ طریقہ لکھنے اور پڑھنے والے دونوں کے لیے بہت آسان ہوتا ہے۔ تیسرا بیانیہ انداز میں افسانے کی پیش کش۔ اس میں افسانہ نگار بیانیہ انداز ہی میں سارا افسانہ تخلیق کر دیتا ہے نہ کوئی کردار کی ضرورت پڑتی ہے اور نہ ہی فضا کی۔ روایتی افسانوں میں مندرجہ بالا تمام اسالیب کا استعمال کیا جاتا تھا۔

تجریدی افسانوں میں بھی افسانہ نگاروں نے بہت سارے اسالیب کو شامل کر لیا جیسے علامتی، استعاراتی، تمثیلی، شعور کی رو وغیرہ تمام اسالیب کو ایک ساتھ تجریدی افسانوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔

تجریدی افسانے کی پہچان روایتی افسانے کے مقابلے کا اگر ہم مختصر جائزہ پیش کریں تو ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ

روایتی افسانے میں افسانے کا آغاز ڈرامائی انداز میں ہوتا تھا اور تجریدی افسانے کا آغاز غیر متوقع ہوتا ہے۔ روایتی افسانے میں کرداروں کے باقاعدہ نام ہوا کرتے تھے جبکہ تجرید میں کرداروں کے نام اصل زندگی کی طرح نہیں ہوتے، روایتی افسانے میں کسی بھی طرح کا الجھاؤ پیدا نہیں ہوتا تھا تجریدی افسانوں میں ہر بات پیچیدہ ہوتی ہے۔ پلاٹ کی تقسیم روایتی افسانے میں ضروری سمجھی جاتی تھی جبکہ تجریدی افسانے میں پلاٹ بے ترتیب ہوتا ہے۔ روایتی افسانے میں مکالمانہ انداز اپنایا جاتا تھا جبکہ تجریدی افسانوں میں مکالمے نہیں ہوتے۔ یہاں صرف متاثرہ واقعہ کی کیفیات کا من وعن بیان پیچیدہ الفاظ میں کر دیا جاتا ہے۔

تجریدی افسانوں میں پائی جانے والی کچھ ایسی خصوصیات جو روایتی افسانوں میں نہیں ملتیں وہ یہ کہ "پیچیدہ زبان کا استعمال" یعنی یہاں صرف الفاظ کے شیڈس نظر آئیں گے۔ بے ربط اور منتشر جملے افسانے میں شاعری کا بیان۔ "ریاضی کا استعمال" تجریدی افسانوں میں حساب، جیومٹری، مثلث اور دائروں کے ساتھ ساتھ سائنسی خاکوں کو جگہ دی گئی۔ تجریدی مصوری کی طرح تجریدی افسانوں میں بھی "آڑی ترچھی لکیروں" کے توسط سے تاثر بیان کرنے کی کوشش ملتی ہے۔ یعنی یہاں اصل اور نقل کی لکیروں کو دھندلا دیتے ہیں۔ جو عنصر تجرید کو روایت سے بالکل الگ کر دیتا ہے وہ ہے فنکار کا داخلی دنیا کا اظہار۔ یہاں افسانہ نگار اپنے ذہنی مسائل کا اظہار کرتا ہے۔ بے ہنگم اور منتشر زندگی کو بنا کسی ترتیب کے جوں کا توں بیان کرتا ہے۔ داخلیت کا بیان ہی تجریدی افسانوں میں ابہام کی وجہ بنتا ہے۔ جس سے افسانہ قاری کو آسانی سے سمجھ میں نہیں آتا۔ یہی چیزیں تجریدی افسانوں کی شناخت کا باعث ہیں۔